ہفت روزہ

# خدام الدین لاہور

بیاد
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۶/ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ
۱۲/ اکتوبر ۱۹۸۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۰ لاہور

# احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

انتظار حسین اسعد قادری

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں ایک حلقہ (ذکر) کے پاس پہنچے تو امیر معاویہؓ نے دریافت کیا کہ تم یہاں کس وجہ سے بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم ذکر الٰہی کے لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا خدا کی قسم تم کو اس چیز کے علاوہ یہاں اور کسی چیز نے نہیں بٹھلایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں۔ معاویہؓ نے کہا کہ آگاہ ہو جاؤ میں نے کسی تہمت کی وجہ سے تم سے قسم طلب نہیں کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کو نقل کرنے میں میرے مرتبہ میں اور کوئی شخص نہیں ہے اور ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ کے ایک حلقہ میں تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ تم کو اس جگہ کس چیز نے بٹھلایا ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے اور اس کی اس بات پر حمد و ثنا بیان کرنے کے لئے کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت کی اور ہم پر اس نے احسان کیا بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرما بخدا! تمہارے یہاں بیٹھنے کی یہی وجہ ہے۔ انہوں نے کہا بخدا ہم نہیں بیٹھے اس جگہ مگر اسی وجہ سے۔ آپؐ نے فرمایا میں نے تمہیں کسی تہمت کی وجہ سے قسم نہیں دی ہے لیکن جبریلؑ میرے پاس آئے اور بتایا کہ اللہ تعالےٰ تم سے فرشتوں پر فخر کرتے ہیں۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے صبح و شام سو مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہٖ یعنی اللہ پاک ہے اور اس کی تعریف ہے کہا تو قیامت کے دن اس شخص سے بہتر کسی کا عمل نہیں ہو گا مگر اس شخص کا جس نے یہ کلمات اس کے برابر کہے یا اس سے زیادہ بار کہے (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے ایک بچھو سے کیا ہی ایذا پائی ہے جس نے گزشتہ شب مجھ کو کاٹا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو شام کے وقت ان کلمات کو کہتا (ترجمہ) کہ میں اللہ کے کلمات تامہ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے جو پیدا کی تو یہ بچھو تم کو ضرر نہ دیتا۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھ کو کچھ ایسے کلمات بتا دیجئے جن کو میں صبح و شام پڑھا کروں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دعا پڑھا (ترجمہ) اے اللہ! آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے اور ظاہر اور پوشیدہ امور کے جاننے والے ہر ایک چیز کے پروردگار اور مالک ہیں۔ گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود تیرے سوا عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میں تیرے ذریعہ اپنے نفس کی برائیوں سے اور شیطان کے شر سے اور

(باقی ۲۵ پر)

---



# نقطۂ نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۱۴

رئیس الادارہ

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت

مولانا محمد اجمل قادری
عبد الرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

بدل اشتراک

فی کاپی: -/۲ روپے

پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے

## افغان عوام کی جدوجہد نظریاتی تشخص کے تحفظ کی جنگ ہے

امریکی سینٹ نے حال ہی میں ایک قرارداد کے ذریعہ اپنی حکومت پر زور دیا ہے کہ وہ افغانستان میں روسی اور کارمل فوجوں کے خلاف جدوجہد میں مصروف مجاہدین آزادی کی پُرزور حمایت کرے۔

امریکی سینٹ کی یہ قرارداد افغان مجاہدین کی جنگ آزادی کے لئے ایک سپر پاور کی طرف سے حمایت کا روایتی اظہار ہے۔ اس سے قبل بھی امریکہ اور دیگر مغربی ممالک روسی جارحیت کے خلاف نبرد آزما افغان مجاہدین کی جدوجہد کی حمایت کرتے رہے ہیں اور عالم اسلام کے کم و بیش تمام ممالک اور عالمی مسلم تنظیمیں بھی افغان عوام کے مشن و مؤقف کی تائید و حمایت میں سرگرم ہیں۔ بلکہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں منظور کردہ متعدد قراردادوں کے ذریعہ روس اور اس کے چند سکہ بند حواریوں کے سوا دنیا بھر کی عالمی رائے عامہ افغانستان پر روسی جارحیت کی مذمت کرتے ہوئے افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی کا مطالبہ کر چکی ہے لیکن عالمی رائے عامہ مسلم ممالک اور مغربی دنیا کی اس چیخ و پکار کے باوجود روس افغانستان سے اپنی افواج واپس بلانے اور جارحیت کا سلسلہ ختم کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتا بلکہ بعض ذرائع کے مطابق افغانستان میں روسی افواج کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو

ناشر: عبید اللہ انور • مقام: اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور • مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

رہا ہے۔ افغانستان راسخ العقیدہ اور پُرجوش و باحمیت مسلمانوں کا ملک ہے اور اس ملک پر روس قبضہ مستحکم کر کے جہاں گرم پانیوں تک رسائی کی راہ ہموار کرنا چاہتا ہے وہاں اس کا ایک بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ افغان مسلمانوں کی راسخ الاعتقادی پر ضرب لگا کر جنوبی ایشیا کے باشعور اور اسلام پرست مسلمانوں کی قوت کو کمزور کر دیا جائے تاکہ کمیونزم کی راہ میں حائل اس بڑی رکاوٹ کو دور کر کے اس خطہ کے ممالک کو نظریاتی تسلّط کی آماجگاہ بنا لیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان اور عالم اسلام کے نظریاتی اور دینی حلقے افغانستان کی سرزمین پر ہونے والی کشمکش کو اس خطّہ میں عالمی طاقتوں کے مفادات کے حوالہ سے زیادہ اسے اس کے نظریاتی پس منظر اور نتائج کی روشنی میں دیکھ رہے ہیں۔

یہ بات درست ہے کہ گرم پانیوں تک روس کی رسائی سے دوسری عالمی طاقتوں بالخصوص امریکہ کے مفادات کو خطرہ ہے اور امریکہ اور مغربی ممالک کی طرف سے افغان عوام کی جد و جہد کی حمایت کی وجہ بھی صرف یہ ہے اور ہمارے ہاں بعض سیاسی راہ نماؤں کی طرف سے اسے امریکہ اور روس کی جنگ قرار دینے اور پاکستان کو اس سے الگ تھلگ رکھنے کی ضرورت پر زور بھی اسی وجہ سے دیا جا رہا ہے اور کچھ عرصہ سے یہ نقطۂ نظر زیادہ اجاگر ہو کر سامنے آ رہا ہے کہ عالمی مفادات کی اس جنگ میں پاکستان کو نہیں الجھنا چاہئے اور مفاہمت کا راستہ اختیار کر کے افغان مہاجرین کی وطن واپسی کے لئے کارمل حکومت سے براہ راست بات کرنی چاہئے لیکن ایسا کہنے والے حلقے اور افراد اس کش مکش کے صرف ایک پہلو کو سامنے رکھے ہوئے ہیں۔ اور دوسرے پہلوؤں کو یکسر نظر انداز کر کے یا تو بے خبری کا مظاہرہ کر رہے ہیں اور یا اس نظریاتی اور دینی کش مکش سے لاتعلقی اور بے نیازی کا اظہار کر رہے ہیں جو جنوبی ایشیا کے اس خطّہ میں کمیونزم اور مذہبی قوتوں کے درمیان جاری ہے اور اب افغانستان کے بعد پاکستان کو بھی اپنی لپیٹ میں لینے کے لئے آگے بڑھ رہی ہے۔

اگر مسئلہ صرف تیل کے چشموں، گرم پانیوں اور عالمی طاقتوں کے مفادات کا ہو تو اس نقطۂ نظر کو قبول کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ پاکستان کو بڑی طاقتوں کی کش مکش میں الجھنے کی کیا ضرورت ہے پاکستان ایسا چھوٹا ملک امریکہ اور روس ایسے بڑے ملکوں کی کشیدگی میں فریق بن کر اپنے لئے خطرات بڑھا رہا ہے اس لئے کشیدگی اور محاذ آرائی کا راستہ ترک کر کے پاکستان کو مفاہمت کا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن بات صرف اتنی نہیں بلکہ روس کے مقاصد و عزائم کی منزل اس سے کہیں آگے ہے اور اس کی جنگ صرف گرم پانی اور تیل کے چشموں تک رسائی کے لئے نہیں بلکہ وہ عالم اسلام بالخصوص جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی دینی قوت اور مضبوط نظریاتی حلقوں کو اپنے لئے سب سے بڑا خطرہ سمجھتے ہوئے نظریاتی یلغار کے ذریعہ افغانستان پاکستان اور دیگر مسلم ممالک کے نظریاتی اور دینی تشخص کو بھی ختم کرنے کے درپے ہے اور یہ ایسی صورت حال ہے جسے کوئی بھی باغیرت مسلمان قبول نہیں کر سکتا۔

عالم اسلام پر استعماری قوتوں کے تسلّط کے بعد دین و مذہب کے نام پر پُرجوش تحریکات کا مرکز برصغیر پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش بنا تھا حتیٰ کہ ان پُرجوش دینی تحریکات کے نتیجہ میں اسلام کے نام پر پاکستان وجود میں آیا اور یہاں کے مسلمانوں نے اسلام کے تحفظ اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے بے پناہ قربانیاں

(باقی ۲۵ پر)



مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب: اسعد قادری

# محاسبۂ نفس

پیرِ طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:
یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ (الشعراء ۸۸ : ۹۰)

ترجمہ: "جس دن مال اور اولاد نفع نہیں دے گی مگر جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آیا"۔

بزرگانِ محترم! معزز حاضرین و معزز خواتین! بعض لوگوں کو اپنا جرم اور اپنی خطا تو نظر نہیں آتی لیکن وہ دوسرے کا تنکا بھی شہتیر بنا کے دیکھ لیتے ہیں۔ اپنے حال پر انسان کو نظر رکھنی چاہئے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہمیشہ بیان کرتا رہتا ہوں وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے گناہوں کا ایک سائن بورڈ بنا رکھا ہے ہر روز سونے کے وقت اپنے آپ سے کہتا ہوں۔ کہ "اے ایاز! قدرِ خود بشناس"۔ احمد علی! یہ ہیں تیری خطائیں اور گناہ، اگر خلقِ خدا کو پتہ چل جائے تو کوئی تیرے منہ پر تھوکے بھی نہ۔ حالانکہ ہماری زندگی ان کے ساتھ گذری۔ سفر میں، حضر میں، ہم نے ان سے گناہ صغیرہ کا ارتکاب ہوتے بھی کبھی نہ دیکھا چہ جائیکہ کبیرہ کا تصور بھی کر سکیں لیکن اپنے نفس کو سرزنش کرنے کے لئے خدا معلوم کون سے گناہ انہوں نے سائن بورڈ پر لکھ رکھے تھے۔

## ایاز! قدرِ خود بشناس!

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ محمود کا غلام تھا ایاز، اس کو اپنے مالک کی اس قدر فرمانبرداری اور اطاعت نصیب ہوئی کہ آخر اس کا جانشین وہی ہوا۔ رات کو ایاز اپنا پرانا غلامانہ لباس پہن کر نفس سے کہا کرتا تھا اے ایاز! دن کو تو تُو تختِ شاہی پر بیٹھ کر اپنے سر پر تاجِ شاہی سجاتا ہے لیکن تیری اصل اوقات یہ ہے اللہ نے اتنے منصب عظیم پر تجھے پہنچا دیا ہے ایاز! قدرِ خود بشناس! اپنی کمزوری، کوتاہی، کس مپرسی اور غلامی کے دور کو نہ بھولنا چاہئے۔ یعنی انسان کو اپنی اوقات نہ بھولنا چاہئے۔

## روح اور جسم کی غذا

انسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ناپاک قطرے سے انسان کو وجود بخشتا ہے جب رحم مادر میں چار ماہ میں جسم انسانی مکمل ہو جاتا ہے تو عالمِ بالا سے روح آتی ہے۔ اسلام نے روح اور جسم دونوں کا حق ادا کیا۔ جسم کے لئے آپ غذائیں کھاتے ہیں۔ اور روح کی تربیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ذکر اللہ کی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ اطمینانِ قلب اللہ تعالیٰ کی یاد کے سوا نصیب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ روح کی غذا ذکر اللہ ہے۔

(باقی ۲۲ پر)

درود شریف سے الرجک ہو سکتا ہے؟ وہ یہ سمجھنے لگے کہ (نعوذ باللہ) درود شریف اس پر برا اثر ڈالتا ہے یا اس کی جسمانی اور روحانی صحت کے لئے مضر ہے کیا یہ ممکن ہے کہ ملت اسلامیہ میں ایسے بعض لوگ موجود ہیں جو درود شریف سے الرجک ہیں۔

اگر ایسا ہے تو وہ بدبخت بدنصیب، ایمان کے دشمن کون ہیں؟ کس مذہب، کس مسلک، کس گروہ و فرقے سے تعلق رکھتے ہیں؟ جنہیں میاں جی کی چشم بصیرت نے دیکھ لیا ہے۔ اور وہ ان بعض بدنصیبوں سے قوم کو آگاہ کر کے ایک بڑی مذہبی و صحافتی ذمہ داری سے سبکدوش ہو رہے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے ہمارے یہ بزرگ اس عربی کلیے اَلْکِنَایَۃُ اَبْلَغُ مِنَ الصَّرِیْحِ پر عمل پیرا ہیں تبھی تو پورے کالم میں کہیں ان بعض لوگوں کی نشاندہی نہیں کی گئی بس اشارتاً کنایتاً بعض لوگ کہہ کر آگے گذر گئے ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنے طور پر ان بعض پردہ نشینوں کا نقاب الٹنے کی کوشش کی ہے تاکہ قارئین کے ذہن میں ابھرنے والے فطری سوالوں کا دفعیہ ہو سکے چنانچہ ہم نے اس کے لئے سورۂ احزاب کی محولہ بالا آیت کے تحت اپنی بساط کے مطابق فرقہ ہائے اسلامیہ کے مختلف مسالک و عقائد رکھنے والے علماء کرام کی قدیم و جدید تفاسیر اور دیگر معروف کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ مگر بسیار تتبع و تلاش، کاوش کے باوجود (اپنی علمی کم مائیگی کے سبب) ہمیں اعتراف ہے کہ ہم ان بعض لوگوں کو پہچاننے سے قاصر رہے ہیں جنہیں میاں جی نے چشم بصیرت سے نہیں بلکہ دیدۂ بصارت سے دیکھ لیا ہے۔ اب آپ ہی اس راز سربستہ سے پردہ اٹھائیں۔ تو پتہ چل سکتا ہے۔ ع

تم بتاؤ کہ ہم بتائیں کیا

جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہ تو یہ ہے کہ جملہ مکاتیب فکر خصوصاً ہمارے ماحول کے معروف مسالک اہل سنت والجماعت، دیوبندی بریلوی، اہل حدیث، شیعہ وغیرہ کے علماء کرام نبی محترم قرآن مجسم محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر صلات و سلام کے تحائف بھیجنے اور درود شریف پڑھنے کو اپنے لئے باعثِ صد ہزار فضیلت و سعادت قرار دیتے ہیں۔ اور اس معاملے میں ہر ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کرتا نظر آتا ہے اور حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر درود شریف پڑھنا اس امت کے ان اجماعی مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے۔ جس میں اکابرین سلف سے لے کر خلف تک آج تک کسی شخص نے انفرادی رائے قائم نہیں کی۔

ہم اپنے اس دعوے کی دلیل کے لئے مختلف مسلک رکھنے والے علماء کی تحریر دوبارہ درود شریف طول کلام کے خوف سے اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں تاکہ ہمارے دعوے کی صداقت معلوم ہو سکے۔ اور نور بصیرت جیسے خوش نما عنوان کے زیر سایہ تفریق بین المسلمین کی جو خطرناک سازش تیار کی جا رہی ہے حقائق کی روشنی میں اس کا پردہ چاک کیا جا سکے۔

اہل تشیع کی مشہور زمانہ تفسیر صافی جلد ۲ جزء ۲۲ مطبوعہ طہران میں ہے لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْنَا التَّسْلِيْمَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ فَقَالَ تَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَ بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ الخ فَهَلْ بَيْنَكُمْ مَعْشَرَ النَّاسِ فِيْ هٰذَا خِلَافٌ قَالُوْا لَا قَالَ الْمَامُوْنُ هٰذَا مِمَّا لَا خِلَافَ فِيْهِ اَصْلًا وَ عَلَيْهِ اِجْمَاعُ الْاُمَّةِ۔

ترجمہ: صاحب تفسیر نے



عیون (کتاب کا نام) کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ امام رضا علیہ السلام ایک مجلس میں مامون (خلیفہ بنو عباس) کے پاس بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ جب یہ آیت (ان اللہ وملٰئکتہ الخ) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کہا ہمیں آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو معلوم ہے پس آپ پر درود شریف کیسے پڑھا جائے؟ اس پر آپ نے فرمایا تم یوں کہو — اللھم صل علی محمد الخ۔ مامون نے لوگوں سے پوچھا کیا تمہارے درمیان اس (مسئلہ میں) کوئی اختلاف ہے؟ تو انہوں نے کہا نہیں — مامون خلیفہ کہنے لگے۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس میں سرے سے اختلاف نہیں اور امت کا اس پر اجماع ہے۔

مشہور زمانہ غیر مقلد عالم محمد ابن علی ابن محمد قاضی شوکانی رح متوفی ۱۲۵۰ھ اپنی مایہ ناز تفسیر فتح القدیر صـ ۲۹۱ ج ۴ آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی الخ کے تحت تفصیلی بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مدتِ عمر میں ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا فرض ہے وَقَدْ حَكٰى هٰذَا الْاِجْمَاعَ الْقُرْطُبِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ — اور علامہ قرطبی رح نے اپنی تفسیر میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات اقدس پر صلوٰۃ و سلام کی فضیلت میں اس قدر احادیث وارد ہوئی ہیں کہ جمع کرنے سے ایک الگ مستقل کتاب تصنیف ہو سکتی ہے۔ صحیح حدیث میں ہے مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ بِهَا عَشْرًا۔ جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا۔ اللہ تعالٰے اس پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں صـ ۱۹۳ پر ہے کعب بن عجرہ رض سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں۔ جب آیت اِنَّ اللہ و ملائکتہ الخ نازل ہوئی تو ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے آپ پر سلام کہنے کا طریقہ تو جان لیا لیکن درود شریف کیسے بھیجیں؟ قَدْ عَلِمْنَا السَّلَامَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ۔ آپ نے فرمایا۔ تم یوں کہو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ (بخاری۔ مسلم)

ایک دوسرے اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے بھی (جو کہ ہندوستان میں مسلک اہل حدیث کے مروج اول ہیں) اپنی تفسیر فتح البیان جلد ۷ میں قاضی شوکانی رح سے ملتی جلتی بلکہ انہی کے الفاظ میں تفصیلی بحث کی ہے۔ اور درود شریف کی فضیلت میں یہ عبارت لائے ہیں وَاعْلَمْ اَنَّهٗ قَدْ وَرَدَ فِيْ فَضْلِ الصَّلٰوةِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ لَوْ جُمِعَتْ لَجَاءَتْ مُصَنَّفٌ مُسْتَقِلٌّ فَنَاهِيْكَ بِهٰذَا الْفَضِيْلَةِ الْجَلِيْلَةِ وَالْمَكْرُمَةِ۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری رح غیر مقلد تفسیر ثنائی جلد ۳ اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں "پس اے مسلمانو! تم کو بھی چاہئے کہ اس نبی پر درود و سلام بڑی محبت و اخلاص سے بھیجا کرو یعنی کہا کرو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ۔

فخر المفسرین مولانا عبدالحق دہلوی رح اپنی تفسیر حقانی میں راقم ہیں۔ علماء اس بات پر متفق ہیں — کہ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا میں امر وجوب کے لئے آیا ہے اس لئے سب کے نزدیک حضرت ؐ پر درود بھیجنا واجب ہے مگر اس کے اوقات و تعداد میں اختلاف ہے۔ امام (مدینہ) مالک رح و امام طحاوی (حنفی) کے نزدیک عمر بھر میں ایک بار درود بھیجنا واجب ہے اور باقی مندوب۔ امام شافعی رح کے نزدیک قعدہ اخیرہ میں درود بھیجنا واجب ہے اول میں سنت ہے۔

درود کے فضائل احادیث میں بکثرت وارد ہیں گو حضرت ؐ کو اس کی کچھ احتیاج نہیں، بلکہ لوگوں کے فائدے کے لئے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ خدا کے برگزیدہ

بندوں پر رحمت بھیجنے اور دعا کرنے سے اللہ تعالٰے اس دعا کرنے والے پر رحمت و برکت نازل فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ اسیر مالٹا کے ترجمہ قرآن پر علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی ص۵۶۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "حدیث میں ہے کہ جب آیت اِنَّ اللہ و ملائکتہ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ الخ نازل ہوئی۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا۔ صلوٰۃ کا طریقہ بھی ارشاد فرمائیے جو نماز میں پڑھا کریں۔ آپ نے درود شریف تلقین کیا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

مولانا عثمانیؒ آیت کی تفسیر کے بعد علیحدہ لکھتے ہیں:

تنبیہ، صلوٰۃ علی النبی کے متعلق مزید تفصیلات ان مختصر فوائد میں نہیں سما سکتیں۔ شروح حدیث میں مطالعہ کی جائیں اور اس باب میں شیخ شمس الدین سخاویؒ (شافعی) کا رسالہ "القول البدیع فی الصلوٰۃ علی حبیب الشفیع" قابل دید ہے۔ ہم نے شرح مسلم و فتح الملہم (عربی) میں بقدر کفایت لکھ دیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(علامہ عثمانیؒ کی یہ تحریر دیکھنے کے بعد گویا آپ کی تحریک پر راقم آثم کو القول البدیع فی الصلوٰۃ علیٰ حبیب الشفیع دیکھنے پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بلاشبہ جیسا حضرتؒ نے فرمایا واقعی قابل دید شئ ہے)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ دیوبندی بیان القرآن ص۶۳ پر نوع ہفتم اجلالِ شانِ نبویؐ باخبار و انشاء، صلاۃ و سلام کے عنوان سے اسی آیت کے تحت مفصّل کلام فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حدیث میں ہے کہ آپؐ پر ایک بار درود بھیجنے سے اس شخص پر اللہ تعالٰے کی دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ (آگے فرماتے ہیں)

علماء محققین نے فرمایا ہے کہ صیغہ امر کا نص قطعی الثبوت و قطعی الدلالت فرضیت کے لئے ہے اور مقتضی تکرار کو نہیں اس لئے عمر بھر میں ایک بار تو فرض ہے، جیسا کلمہ توحید کا تلفظ ایک بار فرض ہے اور جس مجلس میں آپؐ کا ذکر مبارک ہو وہاں نظراً اِلَی الْوَعِیْدِ الْوَارِدِ فِی الْاَحَادِیْثِ وَ اِلَی الدَّلَائِلِ النَّافِیَۃِ لِلْحَرَجِ ایک بار واجب ہے۔ اور اس سے زیادہ نظراً اِلَی الْفَضَائِلِ مستحب ہے۔ چونکہ اس مقام کے مطالعہ کے وقت احتمال ہے کہ شاید ناظرین کو قصداً صلاۃ و سلام سے ذہول ہو جائے اس لئے ایک مختصر عبارت میں لکھ دینا مناسب ہے کہ لکھے ہوئے کو ضرور پڑھیں گے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

بریلوی مکتب فکر کے موسس اول اعلیحضرت احمد رضا خان بریلوی مرحوم کے ترجمہ قرآن مجید پر صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی آیت اِنَّ اللہ و ملائکتہ الخ کی تفسیر میں رقم فرماتے ہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا واجب ہے ہر ایک مجلس میں آپؐ کا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والے پر بھی ایک مرتبہ۔ اور اس سے زیادہ مستحب ہے۔ یہی قول معتمد ہے اور اس پر جمہور ہیں۔ اور نماز کے قعدہ اخیرہ میں بعد تشہد درود شریف پڑھنا سنت ہے۔ درود شریف اللہ تعالٰے کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم ہے۔ علماء نے اللّٰہم صل علیٰ محمدٍ کے یہ معنے بیان کئے ہیں کہ یارب! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت عطا فرما۔ دنیا میں ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو بقا عنایت کرکے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور ان کا ثواب زیادہ کرکے اور

(باقی ۲۲ پر)



# اسلام کی نشاۃ ثانیہ سیّد ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کی فکر کی روشنی میں

## دورہ پاکستان کے چند خطبات کی تلخیص

تحریر: پروفیسر عبدالواجد، گورنمنٹ سائنس کالج لاہور

قسط ۲

### نوجوان طلباء کی تنظیم کو پیغام

میرے عزیز بھائیو! میں نے آپ کے سامنے سورہ کہف کی آیتیں پڑھی ہیں۔ اس میں ہم کو یہ سبق ملتا ہے کہ پہلے ایمان مستحکم ہونا چاہیئے، بہت بصیرت کے ساتھ، قوت کے ساتھ ہمارا ایمان اللہ پر، اس کی صفات پر مستحکم ہونا چاہیئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس سرچشمہ ہدایت سے ہمارا تعلق ہونا چاہیئے جہاں سے ہدایت کا فیضان ہوتا ہے۔ کتاب و سنت کے مطالعہ اسوۂ رسولؐ اور صحابہؓ اور مجاہدین اسلام کے حالات سے ہمیں طاقت حاصل کرنا چاہیئے۔ جس طرح کہ بیٹری چارج کی جاتی ہے۔ سیل (cells) جب ختم ہو جاتے ہیں تو بدلے جاتے ہیں۔ ہم اور آپ اس مادی دنیا میں چلتے پھرتے ہیں ایسے اساتذہ سے بھی پڑھتے ہیں جن کو خود بھی پورے طور پر ان دینی و غیبی حقائق پر یقین حاصل نہیں ہوتا۔ ہمارا دَور ایسی چیزوں سے بھرا ہوا ہے کہ قدم قدم پر ہم کو خدا سے غافل کرنے والی چیزیں ملتی ہیں۔ ریڈیو سنئے، ٹیلیویژن کو دیکھئے، اخبارات پڑھئے حتٰی کہ خالص ادب وہ بھی غیر جانبدار نہیں رہا بلکہ فسق کا ایجنٹ بنا ہوا ہے۔ ادب ایجنٹ بنا ہوا ہے معصیت اور سفلی جذبات اور فحش اخلاق کا۔ یہ ساری چیزیں ہمارے چاروں طرف دریا کی طرح موجزن ہیں اور دریا میں ہم کو ڈال دیا گیا ہے، ہمارے حالات نے، ہمارے نظام تعلیم نے، پھر اس کا کہنا ہے، خبردار بیٹا دامن تر نہ ہونے پائے۔ تو دامن بچانے کے لئے ضرورت ہے کہ ایمان کا چراغ روشن کریں اور حرارت و محبت پیدا کریں جس کے بغیر ہم ان نفسانی خواہشات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تجربہ کی بات بتاتا ہوں کہ زمانہ اتنا جابر واقع ہوا

٭ گذشتہ قسط میں گذر چکا ہے کہ ممالک اسلامیہ کے فضلاء نے تطبیقی علوم یعنی سائنس کیمسٹری فزکس کی طرف کم توجہ دی اس سے غلط فہمی نہ ہو کہ عصری علوم میں مسلمانوں کا کوئی حصہ نہیں مسلمان اپنے دَور عروج میں عصری و سائنسی علوم کے امام تھے۔ جب یورپ جہالت کی تاریک گہرائیوں میں ڈوبا ہوا تھا تو قرطبہ اور بغداد علم کی روشنی سے مالا مال تھے۔ ہوتا یوں ہے کہ جب سیاسی زوال ہوتا ہے تو اقتصادی اور علمی زوال بھی ساتھ ہوتا ہے۔ فاتح قوم مادی دولت اور روحانی دولت (کتابیں) اپنے ساتھ سمیٹ کر لے جاتی ہے۔ ایک انگریز مصنف Brefault اپنی تصنیف Making of Humanity "تشکیل تمدن" میں لکھتا ہے "اگر مسلمان نہ ہوتے تو موجودہ سائنسی تہذیب جنم ہی نہ لیتی مسلمانوں نے سائنس کی روح یعنی مشاہدہ کو ایجاد کیا" اسی طرح صفر کا ہندسہ مسلمانوں نے علم ریاضی میں شامل کیا اور اگر آج صفر کا ہندسہ جدید سائنس و ٹیکنالوجی سے نکال دیا جائے تو باقی صفر نہ سہی تقریباً صفر بچے گا۔ مسلمان سائنسدانوں کے بے شمار کارنامے انہوں نے سائنسی تہذیب کی بنیاد رکھی اہل علم حضرات کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کے سائنسی و فنی کمالات پر قلم اٹھائیں تاکہ نئی پود احساس کمتری کا شکار نہ ہو کائنات میں غور و فکر اور تحقیق قرآن ہی کی دعوت ہے۔ علم اور جہاد میں اجتہاد اور جہاد کی تیاری بھی قرآن کی دعوت ہے۔ گویا قرآن کے سبق کو بھلا کر ہم سیاسی اور علمی زوال میں مبتلا ہوئے۔

ہے کہ اگر اس کے مقابلے میں ایمان کی طاقت نہ ہو اور وہ نمونے آپ کے سامنے نہ ہوں جو سیرت کے اندر ہمیں ملتے ہیں تو ہم زمانہ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہماری نمازیں درست ہوں، یہ طاقت نمازوں سے پیدا ہوتی ہے۔ بندگانِ خدا کے پاس بیٹھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کے ساتھ ایسا تعلق ہونا چاہیئے، ہم کو ایک سجدہ نصیب ہو جائے جس کی زمین بھی تاب نہیں لا سکتی۔

؎ وہ سجدہ روحِ زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

روحِ زمین کانپے نہ کانپے، اپنا کلیجہ تو کانپ جائے، اپنا دل تو کانپ جائے، آنکھیں تو اشکبار ہو جائیں یہ سجدہ جب نصیب ہوگا تو آپ کو مادیت پر قابو ہوگا۔

اپنے محدود تجربے کی بنا پر اور باتیں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک بات تو یہ ہے کہ آپ سیرت سازی کی کوشش کریں۔ ہماری دینی دعوتوں میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ سیرت کی تعمیر نہیں ہوتی اور نوجوان اگلے مرحلے پر جا کر پست ہو جاتے ہیں۔ سیرت کی تعمیر کتاب و سنت، اسوۂ رسول ﷺ کے ماتحت ہو تو پھر پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اپنی فکر کریں۔ اس زمانہ کا ایک عیب یہ بھی ہے کہ دوسروں کی زیادہ اپنی فکر کم ہوتی ہے۔ آدمی کو دوسروں کے عیوب پر نظر سے زیادہ اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے۔

اور اپنا مطالعہ وسیع کریں اور عمیق بھی۔ آپ کے مطالعہ میں وسعت بھی ہونی چاہیئے اور عمق بھی ہونا چاہیئے۔ یعنی آپ اسلام کے اصل سرچشمہ قرآن و سنت سے گہری واقفیت حاصل کرنے کی کوشش کیجیئے۔

میرے دل میں آپ کے لئے جگہ ہے اور میں آپ کی قدر کرتا ہوں

حضرت عمرؓ کا یہ فرمان مجھے اکثر یاد آتا ہے۔ کہ ایک مرتبہ کئی جلیل القدر صحابی ایک جگہ جمع تھے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی مرادیں مانگ لے، خدا سے دعا کرے، کسی صحابیؓ نے فرمایا کہ میرے پاس اتنا سونا ہو کہ میں خدا کی راہ میں صرف کروں۔ کسی نے کہا مجھے عبادت کی توفیق ہو، حضرت عمرؓ کی باری آئی تو انہوں نے فرمایا بھائی میرا تو یہ جی چاہتا ہے کہ میرا گھر خالدؓ اور ابوعبیدہؓ اور فلاں فلاں سے بھرا ہوا ہو اور میں ایک ایک کو ایک ایک محاذ پر بھیجوں اور ساری دنیا میں اسلام پھیلاؤں تو اس کی کس سے امید کی جا سکتی ہے؟ آپ ہی جیسے نوجوانوں سے۔

## مدارس عربیہ میں طالبات

## علوم نبوت کو پیغام

ل؎ علی میاں "پرانے چراغ" میں حضرتؒ کے درس قرآن کے بارے میں لکھتے ہیں: درس قرآن میں ایک خاص مضمون جذبہ جہاد بغض فی اللہ اور انگریزوں سے شدید دشمنی اور نفرت کا مضمون تھا اور جو بار بار درس میں آتا تھا اور خود قرآن کی آیات اس کی رہبری کرتی تھیں۔ میرا نشوونما اس وقت علمی و ادبی اور ندوہ کے ماحول میں ہوا تھا۔ خاندان میں بھی انقلاب زمانہ اور انگریزی تعلیم کے اثر سے یہ تذکرے بہت کم رہ گئے تھے۔ حقیقتاً حضرت مولاناؒ کے درس سے اس دنیا سے آشنائی پیدا ہوئی اور معلوم ہوا کہ علم و مطالعہ فکر و نظر اور ادب و شعر کے علاوہ کچھ مقاصد و حقائق اور کچھ لذتیں اور ذائقے ہیں اور انسانوں کی کوئی قسم ایسی بھی ہے جس کے لئے دین صرف خبر نہیں بلکہ نظر، یا دریافت نہیں بلکہ یافت کا معاملہ ہے۔

سرّ دین مارا جزا درا نظر　او درون خانہ ما بیرون در

؎؎ تمام اصحابؓ کے ادب و احترام کے ساتھ میرا ووٹ حضرت عمرؓ کی رائے کی طرف ہے اللہ نے حضرت عمرؓ کو کمال درجے کی بصیرت عطا فرمائی جس کی نشاندہی حضورﷺ نے فرمائی۔ آپؐ کا ارشاد ہے۔

ترجمہ: میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتے۔

آپؐ کا دوسرا ارشاد ہے۔

ترجمہ: جس راستے سے عمرؓ کا گذر ہوتا ہے اس راستہ سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔



## عہدِ حاضر کا چیلنج اور اُمتِ محمدیہ کے فرائض

میں سمجھتا ہوں کہ عصر جدید کا سب سے بڑا فتنہ اور جدید اصطلاح میں چیلنج مادیت، نفس پرستی اور دولت ہے۔ یہ فتنہ ہر زمانہ میں رہا لیکن گذشتہ دور میں جو لوگ مادیت کے نقطۂ عروج پر تھے وہ بھی احساس کمتری کا شکار تھے۔ ان کو محسوس ہوتا تھا ہم کوئی غلطی کر رہے ہیں ہم اپنے نفس کی تسکین تو کر رہے ہیں دماغ کی تسکین سے عاجز ہیں۔

## مشرقی و مغربی کیمپ کا واحد نقطہ نظر

لیکن اس زمانہ کی خصوصیات یہ ہے کہ مادیت کو ترقی و شائستگی کا منتہیٰ سمجھا جاتا ہے۔ اس بارے میں مشرقی اور مغربی کیمپ میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف صرف یہ ہے کہ یہ کس فلسفہ اور کس مکتب فکر کے ہاتھ میں رہے؟ امریکہ کا اصرار ہے کہ اپنی ملکیت میں آزادانہ تصرف اور اس کے استعمال کی آزادی رکھنے کا اصول صحیح ہے اور مشرقی کیمپ روسی کمیونسٹ بلاک اس پر یقین رکھتا ہے کہ کسی فرد، گروہ یا خاندان کی اجارہ داری غلط ہے وسائل زندگی کو عام ہونا چاہیئے اس میں مساوات ہونی چاہیئے اور اس کا اختیار حکومت کے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ دونوں اس چیز کے قائل ہیں کہ اصل چیز لذت اور ارادہ کی آزادی ہے جو جی میں کرنا، اس مادی جسم کو آرام پہنچانا ہی مقصود ہے، نہ کہیں سے آئے تھے نہ کہیں جانا ہے، نہ کسی کے سامنے حساب کتاب پیش کرنا ہے۔

## وہ حقائق جو مادیت پر ضرب کاری لگاتے ہیں

جب انسان اپنے پیٹ کا، اپنے معدے کا غلام تھا جب انسان دولت، عورت، زمین کے سوا کسی کو حقیقی نہیں مانتا تھا جب دنیا کی کثیر آبادی مخلوق کے سامنے جھکتی تھی، انبیاءؑ اپنے دور میں آئے اور انہوں نے بتایا کہ اس عالم سے ماوراء ایک عالم ہے وہ عالم اس عالم سے کہیں زیادہ وسیع، کہیں زیادہ رقیق اور حسین و جمیل ہے اس عالم کو اگر تم دیکھ تو اس عالم کا گوارا کرنا مشکل ہوگا۔ اس عالم میں زندگی گزارنا ایسا ہوگا جیسے مچھلی کو پانی سے نکال کر خشکی پر ڈال دیا جائے تو اس کا دم گھٹنے لگتا ہے۔ اسی طریقہ سے اگر تم اس عالم کو دیکھ لو تو تمہاری آنکھیں کھل جائیں۔ اور تم کو اس دنیا سے گھن آنے لگے جس طرح کسی کو ایک منٹ کے لئے گندگی کے کسی ذخیرے پر کھڑا کر دیا جائے تو اس کا دم گھٹنے لگتا ہے اور اس کو متلی آنے لگتی ہے یہ وہ چیز ہے جس کو قرآن نے بیان فرمایا۔ "قُل متاعُ الدنیا قلیل۔"

## بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے

سب سے پہلے اللہ کے پیغمبروں نے دنیا کی یہ حقیقت منکشف کی کہ دنیا بچوں کا کھیل ہے۔ جیسے ریت پر بیٹھے وہ گھر بناتے ہیں توڑ دیتے ہیں پھر بناتے ہیں اور توڑ دیتے ہیں۔ عارفین کے سامنے اللہ نے یہ حقیقت منکشف کی۔

## جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے

خدا نے اس دنیا کو آباد رکھنا ہے، اس لئے خدا نے یہ دنیا عام انسانوں پر ایسی منکشف نہیں کی ہے جیسے عارفین پر منکشف کی تھی ورنہ یہ دنیا ویران ہو جاتی۔ اس دنیا میں مکان بناتے ہیں، کارخانہ بناتے ہیں کسی کا دل نہ لگتا یہ حکمت الٰہی ہے ورنہ اگر یہ حقیقت منکشف ہو جائے۔ اور آخر میں جو کچھ ہونے والا ہے پہلے اگر دکھا دیا جائے تو انسان سے کچھ بھی نہ ہو سکے اس کا دم نکل جائے یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے۔ اور انگلی ہلانا اس کا مشکل ہو جائے۔ یہ تو انبیاءؑ اور ان کے نائبین کا جگر تھا کہ سب جانتے ہوئے انہوں نے دنیا کے حقوق ادا کئے، عزیزوں ہمسایوں اور انسانوں کے حقوق ادا کئے، رہے تو سلیقے کے ساتھ رہے، ذوق کے ساتھ رہے، سکون اور عزم کے ساتھ رہے۔

جس شہر، جس محلہ میں رہے اسے صاف کیا لیکن دل انہوں نے ایک منٹ کے لئے بھی اس دنیا میں نہیں لگایا اور برابر کہتے رہے "اللھم لا عیش الا عیش الآخرۃ" انہوں نے مسجدیں بھی بنائیں اسلام بھی پھیلایا فتوحات بھی کیں نئے نئے علوم و فنون وجود میں آئے لیکن فرق یہ ہے کہ وہ اس دنیا کو آخری منزل نہیں بلکہ ابتدائی منزل سمجھتے تھے اور یہی ہم میں اور ان میں فرق ہے۔ وہ بادشاہوں کو خاطر میں نہیں لاتے تھے وہ بادشاہوں سے اس طرح باتیں کرتے تھے جس طرح مریضوں سے کرتے ہیں ان کو بادشاہوں پر ترس آتا تھا کہ غریب کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ دیکھئے ربعی بن عامر سے رستم نے جب پوچھا کہ تم کیسے آئے ہو؟ تو کہا تم کو دنیا کی کال کوٹھڑی سے نکال کر دنیا کی وسیع فضا میں داخل کرنے آئے ہیں۔

اسی طرح شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا مقولہ ہے "الجنۃ فی صدری" میری جنت میرے سینے کے اندر ہے۔ اس لئے کہ ان کو اللہ پر بھروسہ تھا وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتے تھے ہر وقت شکر کا غلبہ تھا۔ نماز میں ان کو لذت اور دعا میں ان کو حلاوت محسوس ہوتی تھی اور ہر وقت جنت ہی جنت میں لوٹتے پوٹتے رہتے تھے۔ دیکھنے والے دیکھتے تھے وہ دنیا میں ہیں لیکن حقیقت میں جنت الفردوس میں تھے۔

بعض عارفوں کا قول سنا ہے کہ "اگر دنیا والوں کو معلوم ہو جائے کہ ہم کس عیش میں ہیں۔ تلواریں لے کر جس طرح ملکوں پر حملہ کرتے ہیں اسی طرح ہم پر حملہ کر دیں۔ ایک گوشہ یا مسجد کے کونے میں بیٹھنے نہ دیں، سمجھیں کہ یہاں کوئی خزانہ گڑا ہوا ہے، اتنا مگن کہ اس کو نہ بھوک معلوم ہوتی ہے اور نہ پیاس، اس کی جائے نماز کے نیچے کنکشن ہے جہاں سے رزق ملتا ہے جہاں سے فرحت اُبلتی ہے تو وہ ہمیں اٹھا دیں اس مصلّے سے اور بیٹھ کر وہاں کھدائی کریں جیسے پٹرول کی کھدائی ہوتی ہے۔

## قناعت کا جوہر

حضرات اصل چیز کا مقابلہ وہ علماء کر سکتے ہیں جن کے اندر قناعت کا جوہر ہو جو کسی دام میں نہ آسکیں اور کہیں ؎

برو ایں دام بر مرغ دگرنہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

جاؤ کسی اور کو آزماؤ ہم بکنے والے نہیں ہیں چند سکوں یا عہدوں کے لئے کرسی کے عوض یا عزت کے عوض یا اپنا ضمیر بیچ ڈالیں یہ نہیں ہوگا۔ بہان پور میں ایک بزرگ تھے ان کے پاس عالمگیر نے جانا شروع کیا وہ فرمانے لگے میں نے ایک جگہ اپنے لئے انتخاب کی تھی اگر بادشاہ کو وہ بھی پسند آگئی ہے تو میں کہیں اور چلا جاؤں۔

میں نے آپ کے سامنے آیت پڑھی "ھوالذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب و الحکمۃ" یہ ہیں نبوت کے چار شعبے جو اللہ تعالٰے ان کے نائبین کو بطریق نیابت، بطریق خلافت عطا فرمایا ہے ایک تو ہے تلاوت قرآن جس کا نمونہ آپ نے دیکھا قاری صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ کتاب کی تعلیم یہ علوم دینیہ ہیں قرآن وحدیث ہے، تفسیر ہے۔ حکمت سے مراد اخلاق فاضلہ ہے اس کے بعد صاحب تزکیہ نفس کا تزکیہ کرتا ہے۔ اخلاق رذیلہ کو نکال دیتا ہے۔ حسد کو، قہر کو دور کرتا ہے۔ حُبِ دنیا اور حبِ جاہ کو نکالتا ہے۔ اس کی بجائے اللہ کی محبت، آخرت کا جنت کا شوق دل میں بٹھاتا ہے۔ یعنی ہمارے علماء نفس کی غلامی کے پھندے سے نکل چکے ہوں ان کو دولت اور عزت کی بڑی سے بڑی مقدار اپنی دعوت سے اپنی تعلیم سے اپنی زندگی کی نہج سے نہ ہٹا سکے۔

آج عرب وعجم میں کسی چیز کی کمی نہیں ہے لیکن اگر کمی ہے ...... تو زاہدانہ زندگی اور قناعت کی۔ عصر حاضر کا چیلنج ہے مادیت اور اس کا جواب ہے مادیت سے بالاتری۔ علماء ایسی زندگی کا نمونہ پیش کریں کہ یہ معلوم ہو کہ یہ کسی اور ہی طبقہ کے



لوگ ہیں یہ نائبین انبیا ہیں، جن کے پاس جاکر دنیا کی بے حقیقتی ظاہر ہو اور کم سے کم یہ معلوم ہو کہ یہ دولت ہی سب کچھ نہیں ہے۔ جس کو سو بار غرض ہو وہ یہاں آئے ہم کسی کے دروازے پر نہیں جاتے اگر جاتے ہیں تو دین کی دعوت لے کر جائیں گے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے جائیں گے۔ کسی فریضہ، سنت کے احیاء کے لئے جائیں گے۔ یہ ہے مادیت کا جواب۔

## مطالعہ قرآن کے بارے اظہار خیال

### مطالعہ قرآن سے عملی زندگی کا آغاز

میں اپنا تھوڑا سا تعارف کرانا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں قرآن مجید کا ایک حقیر اور ادنیٰ طالب علم ہوں میری علمی زندگی قرآن مجید ہی کے مطالعہ سے شروع ہوئی میں نے کئی جگہ لکھا ہے کہ مجھے اللہ نے ایک ایسا استاد عطا کیا جس کو ذوق ایمانی اور ذوق قرآنی ملا تھا (شیخ خلیل بن محمد یمانی)؛ وہ قرآن مجید پڑھتے تھے اور روتے تھے پہلا نقش جو مجھ پر پڑا وہ ان کی آواز کا، جو درد میں ڈوبی ہوتی تھی یہ میری خوش نصیبی تھی اور قرآن مجید کا اصل مزاج بھی یہی ہے۔

### قرآن مجید کا مزاج صدیقی ہے

قرآن مجید کا مزاج صدیقی ہے جب حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا گیا کہ نماز پڑھاؤ اور حضورؐ کے مصلے پر کھڑے ہو جاؤ تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ ابوبکرؓ کو اس سے معاف رکھا جائے کہ وہ "رَجُلٌ بکّاءٌ" ہیں۔ جب وہ قرآن پڑھنے لگتے ہیں تو پڑھ نہیں سکتے۔ ان پر گریہ طاری ہو جاتا ہے اور لوگ سن نہیں سکتے ہیں اور یہی شکایت کی تھی مشرکین قریش نے جب حضرت ابوبکرؓ کو نماز پڑھانے کی اجازت دی گئی اور انہوں نے اپنے گھر کے سامنے ایک مسجد بنائی۔ جب تک کہ وہ سرّی نماز پڑھتے رہے تو لوگ وہاں جمع نہیں ہوتے لیکن جب وہ قرأت کرنے لگے اور مرد عورتیں اور بچے وہاں جمع ہونے لگے۔

پھر وہ رقت کے ساتھ قرآن مجید پڑھنے لگے تو پتھر بھی موم ہونے لگے اور دلوں پر ایسا اثر ہونے لگا کہ قریش کو یہ فکر پڑ گئی کہ کہیں مکہ معظمہ کی زندگی میں تہلکہ نہ مچ جائے اور زمام کار ان کے ہاتھوں سے نہ نکل جائے۔ اصل میں قرآن کا مزاج ہی یہی ہے کہ درد کے ساتھ، ایمانی حلاوت کے ساتھ پڑھا جائے۔

یہ میری خوش نصیبی کہ پہلا معلم جو مجھے عطا کیا گیا وہ رقیق القلب تھا۔ دل درد مند رکھتا تھا اور ہم لوگوں کو حسرت رہتی تھی کہ وہ دیر تک قرآن شریف پڑھیں اور ہم سنیں وہ ہمارے محلے کی مسجد میں فجر کی نماز پڑھاتے تھے۔ شاذ و نادر کبھی ایسی نوبت آتی تھی کہ وہ پوری سورۃ پڑھ سکیں۔ پڑھنا شروع ہوا کہ گریہ طاری ہوا آواز بھرا گئی ان کا روزانہ کا یہ معمول تھا۔ انہوں نے مجھے قرآن مجید کی کچھ سورتیں پڑھائیں پھر وہ وقت آیا کہ زبان وادب کی تعلیم غالب آ گئی اور اسی میں مشغول ہو گیا لیکن قرآن مجید کا جو ذوق تھا وہ وقتاً فوقتاً سامنے آتا تھا اور اثر کرتا تھا۔

اس کے بعد جب میری تعلیم مکمل ہوئی تو قرآن مجید کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا مدارس کے نصاب میں جو کتابیں پڑھی جاتی ہیں ان سے زیادہ پڑھیں پھر یہاں آکر مولانا احمد علیؒ سے قرآن مجید پورا پڑھا۔ یہاں بھی جس چیز نے متاثر کیا وہ ان کی قرآنی زندگی تھی جس کو قرآن ناطق کہا گیا ہے۔ اس سے قلب میں جلا محسوس ہوتی تھی۔ مولانا کی زاہدانہ زندگی، درویشانہ معاشرت اور عمل بالسنت کا مجھ پر وہ اثر پڑا جس کو "برکت" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہیں۔

پھر ندوۃ العلماء میں بحیثیت استاد میرا انتخاب ہوا تو خاص طور سے قرآن مجید کا درس میرے سپرد ہوا۔

---

ماشاء اللہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ کی تلاوت بھی ایسی ہی ہے۔ درد و محبت سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی آواز، جمعرات کو کبھی کبھار جب قاری صاحب موجود نہ ہوں تو حضرت سورہ طارق کی تلاوت فرماتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے جیسے قرآن قلب و دماغ پر نازل ہو رہا ہے خواہش تو یہی ہوتی ہے کہ حضرت ہر جمعرات کو تلاوت فرمائیں۔ لیکن جو مزاج شیخ میں آئے۔

تو مجھے کئی سال تک قرآن مجید کی خدمت کا موقع ملا تفسیر بھی پڑھائی میں نے اپنا تعارف اس لئے کرا دیا کہ آپ یہ سمجھیں کہ میں قرآن مجید کا ادنیٰ طالب ہوں اس کے بعد جو کچھ بھی اللہ نے توفیق دی اس میں قرآن مجید کا سب سے بڑا حصہ ہے۔

ع آنچہ کردم ہمہ از دولتِ قرآن کردم

جن لوگوں نے میری ناچیز تحریریں اور تصنیفات دیکھی ہیں ان کو اندازہ ہوگا کہ میری تحریروں کا تانا بانا قرآن مجید سے تیار ہوتا ہے۔ میں نے سب سے زیادہ قرآن سے مدد لی ہے۔ اور پھر تاریخ سے، اور میں تاریخ کو قرآن مجید کی ہی تفسیر سمجھتا ہوں۔

## علوم دینیہ کے طلباء و فضلاء کی کامیابی کی تین لازوال شرطیں

### سننِ الٰہیہ ناقابل تبدیل ہیں

آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زمانہ کا انقلاب ایک حقیقت ہے سو برس پہلے کا زمانہ دیکھئے کیا خیر و برکت کا زمانہ تھا، خواص تو خواص اس وقت کے عوام بھی اس زمانہ کے خواص سے بہتر تھے۔ کیا قوت ایمانی تھی کیا دینی حمیت و غیرت تھی، دین کا علم، قرآن کا حفظ، مرد تو مرد عورتوں میں کتنا عام تھا۔ اس وقت غفلت و مادیت کا دور ہے۔ لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ان تمام انقلابات کے باوجود جو پہلے ہو چکے اور ان تمام انقلابات کے باوجود جو اب ہو رہے ہیں اور ہوں گے اور جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اللہ تعالیٰ کی ناقابل تبدیل ہیں۔ اور ان پر انقلاب کا کوئی اثر نہیں۔

جہاں اس حقیقت کا قرآن مجید میں اعلان فرمایا گیا ہے وہاں اس کو قرآن مجید کے عام اسلوب کے خلاف زور دینے کے لئے دوہرایا گیا ہے اور مکرر فرمایا گیا ہے "ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا، ولن تجد لسنت اللہ تحویلا"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور علم کامل کی بنا پر اس کائنات اور فطرت انسانی کے متعلق جو آئین و قوانین بنا دئے ہیں اور جو اصول طے کر دئے ہیں ان میں قیامت تک کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ ان قوانین کی فہرست بہت طویل ہے اور مجھ جیسے طالب علم کے بس میں نہیں ہے کہ وہ پوری فہرست مرتب کر سکے لیکن میں اپنے ناقص علم کی بنا پر ان سنن کونیہ میں سے تین سنتوں کا ذکر کروں گا جن کا ہماری زندگی اور ہمارے مدارس و مقاصد سے خاص تعلق ہے۔

### نافعیت کا احترام و اعتراف

ان میں سے ایک سنت اللہ لوگوں کا نافعیت و افادیت کے سامنے جھکنا، اس کی قدر کرنا اور اس کو تسلیم کرنا ہے۔ نافع کی طرف رجوع کرنا اور وہ مل جائے تو اس کی قدر کرنا فطرتِ انسانی میں داخل ہے۔ اس میں رنگ و مذہب اور قوم و وطن کی بھی تفریق نہیں۔ "نافع" اگر پہاڑ کی چوٹی پر بھی بیٹھ جائے گا، دنیا اس کو تلاش کرنے کے لئے وہاں پہنچے گی یہ اللہ کی سنت ہے جو ہزاروں لاکھوں برس سے چلی آ رہی ہے۔

### نافع کی تلاش وطلب

عزیز طلبہ! آپ اپنے اندر نافعیت پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔ آپ کی مدد سے علمی عقدے حل ہوتے ہوں آپ کی صحبت میں بیٹھ کر ایمان میں طاقت پیدا ہوتی ہو۔ اس کے بعد اگر آپ اپنے اور لوگوں کے درمیان دیواریں کھڑی کر دیجئے اپنے مکان کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائیے۔ لوگوں کو اگر یہ معلوم ہوگا کہ یہاں ایک "نافع" رہتا ہے اس سے فلاں قسم کا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ (روح کا فائدہ اور ایمان کا فائدہ تو بہت بڑی چیز ہے) تو لوگ دیواریں پھاند کر اور دروازہ توڑ کر آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔ تو نافعیت ہی اصل چیز ہے جس پر لوگ پروانہ وار ہجوم کرتے ہیں پروانوں کو بتانے کی ضرورت نہیں کہ شمع جل رہی ہے۔

### نافعیت کی قوت تسخیر

دنیا کا قاعدہ یہی ہے کہ جو سودا جس دکان پر ملتا ہے آدمی اس کی خریداری کے لئے وہیں جاتا ہے ایک صاحب کمال بھی دوسرے صاحب



کمال کی طرف رجوع کرتا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ حدیث و فقہ میں اپنے زمانے کے امام اور بغداد میں مرجع خلائق تھے لیکن اپنے قلب کو غذا اور روح کو تقویت پہنچانے کے لئے اپنے شہر کے ایک ایسے صاحب دل بزرگ کے حلقہ صحبت میں تشریف لے جاتے تھے جن کو علم میں ان سے کوئی نسبت نہ تھی۔ ایک مرتبہ ان کے ایک صاحبزادے نے ان سے کہا ابا جان آپ کے وہاں جانے سے ہم لوگوں کا سر نیچا ہو جاتا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے فرمایا کہ بیٹا! انسان جہاں اپنا فائدہ دیکھتا ہے وہاں جاتا ہے مجھے اپنے دل کا فائدہ نظر آتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالحی اور حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ جن میں سے اول الذکر کو شاہ عبدالعزیزؒ صاحب شیخ الاسلام اور ثانی الذکر کو حجۃ الاسلام کے لقب سے یاد کرتے ہیں حضرت سید احمد شہیدؒ کے دست گرفتہ اور ان کے دامن سے وابستہ تھے جن کی تعلیم کی تکمیل بھی نہیں ہوئی تھی۔

<u>دوسری صفت استغنا اور بے غرضی</u> ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ بھی سنت ہے کہ جو مانگے لوگ اس سے گھبرائیں اور جو دامن پھیلائے اس سے بھاگیں اور جو اپنی مٹھی بند کرلے اور دامن سمیٹ لے اس کے قدموں میں پڑیں اور خوشامد کریں کہ وہ کچھ قبول کرے۔ استغناء میں ازل سے محبوبیت و مقبولیت ہے اور طلب میں ذلت۔ یہ بھی ایک ایسی سنتِ خداوندی ہے جس میں زمانہ کی تبدیلی کے باوجود کوئی تبدیلی نہیں۔ چوتھی صدی کے حالات آپ پڑھیں تو یہی نظر آئے گا۔ آٹھویں صدی کے حالات پڑھیں گے تو اسی طرح کے واقعات ملیں گے اور چودھویں صدی میں بھی یہی ہو رہا ہے۔

<u>تیسری اور آخری خصوصیت کمال، امتیاز اور کسی چیز میں مہارت تامہ ہے۔</u> علوم عالیہ تو بڑی چیز ہیں، علوم آلیہ میں بھی اگر کسی فن میں کمال پیدا ہو جائے اور اس سے بھی نیچے اتر کر اگر کسی کو خطاطی میں کمال حاصل ہو تو اچھے اچھے اہل علم اس کے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں۔ بڑے بڑے مصنفین، بڑے بڑے ناشر کاتبوں کی نازبرداری کرتے ہیں کہ وہ وقت پر لکھ دیں یا کم سے کم کتاب کا نام ہی لکھ دیں۔

یہ وہ تین لازوال شرطیں اور صفتیں ہیں جن کے ساتھ سنت اللہ یہ ہے کہ زمانہ کتنا ہی بدل جائے اور اہل زمانہ کتنے ہی بگڑ جائیں ان کے اندر تسخیر کا مادہ اور محبوبیت کی صفت ہے اور آج ہمارے فضلائے مدارس اور طلبہ علوم دینیہ کو انہیں شرطوں کو پورا کرنے اور انہیں صفات سے متصف ہونے کی ضرورت ہے۔

## یہ دین زندہ ہے اور زندوں سے قائم ہے

### دین کو زندہ اشخاص کی ضرورت ہے

اس دین کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ اصول مقرر اور مقدر کر دیا ہے کہ اس کے لئے زندہ اشخاص برابر پیدا ہوتے رہیں گے۔ کوئی درخت اس وقت تک سرسبز و شاداب اور زندہ درخت نہیں سمجھا جاتا جب تک کہ وہ باثمر نہ ہو اور اس میں نئے نئے شگوفے نہ کھلتے رہتے ہوں۔ یہ دین زندہ ہے زندہ انسانوں کے لئے اور اس کو زندہ اشخاص کی ضرورت ہے وہ دین مٹ گئے جنہوں نے روحانیت کے میدان میں، علم کے میدان میں، فکر کے میدان میں قیادت کے میدان میں زندہ اشخاص پیدا کرنے بند کر دئے۔ انسان زندہ اشخاص سے متاثر ہوتا ہے، چراغ سے چراغ جلتا رہا ہے اور چراغ سے چراغ جلنا چاہئے اور جلتے رہنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ میری امت بارانِ رحمت کی طرح ہے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے ابتدائی قطرے مردہ زمین کے لئے حیات بخش ہیں یا بعد کے۔

اسلاف کے کارنامے، اسلاف کا خلوص، اسلاف کا تعلق مع اللہ، اسلاف کی استقامت اور قربانیاں بعد کی نسلوں کے لئے بہترین

سرمایہ ہیں اور وہ حیات بخش ہیں ہم نے ہمیشہ کہا اور مانا کہ ہمارے بزرگ ایسے تھے ان کا حافظہ اتنا قوی تھا ان کا علم اتنا وسیع تھا یہ سب سرآنکھوں پر لیکن اتنا کافی نہیں۔

اسس دین کے لئے خدا فیصلہ کر چکا ہے کہ یہ دین قیامت تک کے لئے ہے لہٰذا اسس کو زندہ اشخاص کی ضرورت ہے۔ روحانیت بھی زندہ انسانوں ہی سے قائم ہے۔ صوفیا اور مشائخ کی تحقیق بھی یہی ہے کہ تزکیہ وعلمِ باطن بھی زندہ انسانوں سے حاصل کیا جاتا ہے۔ ورنہ ایسے ایسے بلند مرتبہ لوگ گزرے ہیں کہ ان میں سے ایک کافی تھا۔ لیکن زندگی میں حرکت وتنوع ہے ابھی ایک رنگ آیا ایک رنگ گیا ایک مرض پیدا ہوا ایک مرض گیا جن کا تعلق اس زندہ کائنات اور عالم طبیعی سے ٹوٹ چکا ہے وہ ان متحرک اور زندہ انسانوں کی رہنمائی نہیں کر سکتے فیض ان سے حاصل ہو سکتا ہے لیکن رہنمائی زندہ انسانوں ہی سے ہو سکتی ہے۔ کسی نسل میں سب کچھ ہے بڑے کتب خانے ہیں تاریخ کے بڑے ذخیرے ہیں لیکن زندہ ہستیاں نہیں جن کے قلوب سے، جن کے اجتہاد فکر سے، جن کی بصیرت سے ہم روشنی حاصل کر سکیں اس نسل کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔

## دین تازہ ہوتا رہے گا

حدیث صحیح میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر سو برس کے بعد ایک مجدد بھیجتا رہے گا۔ جو اسس دین کو زندہ کر دے گا۔ اور اس کا اثر عرصہ دراز تک یعنی سو سال تک یا بعض اوقات صدیوں تک رہے گا۔

میں مجدد الف ثانی رح اور شاہ ولی اللہ صاحب رح کو اسس دور کا مجدد سمجھتا ہوں۔ جہاں کہیں بھی علم دین ہے۔ جہاں کہیں بھی سنت کی دعوت ہے جہاں کہیں بھی شرک وبدعت سے اجتناب کا جذبہ ہے یہ ان دونوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ دیکھئے اللہ نے ایسے انسان پیدا فرمائے کہ امت کی گاڑی ساڑھے تین سو سال سے برابر چل رہی ہے اور اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کتنا چلے پھر کوئی اور اللہ کا بندہ پیدا ہو اور اس کے دھکے سے اور کتنا چلے۔

میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ فریضہ تمام مدارس کا اور تمام علماء کا کہ وہ زندہ اشخاص پیدا کریں۔ یہ دین زندہ ہے اور زندہ انسانوں کی اسس کو ضرورت ہے اور زندہ انسانوں ہی کے دم سے یہ چلے گا۔ اسلاف کی عظمت میں رتی برابر کمی کرنا مقصود نہیں ہے مقصد یہ ہے کہ اس پر قناعت نہیں کرنی ہے کہ اسلاف نے یہ کیا، کوئی مسئلہ پوچھنے آئے تو کہے ہمارے یہاں ایک سے ایک بڑا عالم پیدا ہوا، سائل کہتا ہے کہ کنوئیں میں فلاں جانور گر گیا ہے تمام محلے والے پریشان ہیں کتنے ڈول پانی نکالا جائے آپ کہیں ہمارے یہاں امام ابوحنیفہ رح پیدا ہوئے امام زفر رح پیدا ہوئے اور فتاویٰ عالمگیری کے مصنف پیدا ہوئے وہ کہے گا حضرت یہ سب صحیح ہے لیکن جلدی بتائیے نماز کا وقت بالکل قریب ہے کہ اس کو کس طرح پاک کیا جائے۔ اسی طرح دوسرے علوم وفنون کا حال ہے۔

## ہر شہر میں متبحّر آدمی ہونے چاہئیں

ہر ملک میں ہر شہر میں ایسے متبحّر آدمی ہونے چاہئیں جو وقت پر رہنمائی کر سکیں یہ نہ کر سکیں تو کم از کم عالم کا حوالہ دے سکیں۔

## خلا پُر کرنے کے لئے جانفشانیوں کی ضرورت ہے

علوم کا زوال بلکہ امتوں کا زوال اسی طرح ہوا کہ جب کوئی گیا تو کوئی دوسرا اسس کی جگہ لینے والا نہیں، صاحب کمال ختم ہو گئے۔ مبلغ، تزکیہ باطن کرنے والے غازی مجاہد سپہ سالار قابل اور نیک حکمران عصری و سائنسی علوم کے ماہران کی جگہ لینے والا کوئی دوسرا نہیں اسی لئے ملت کا زوال ہوا آج خطرہ اسی بات کا ہے جو اٹھتا ہے جگہ خالی کر کے چلا جاتا ہے۔ آپ سے کیا کہوں یہ کہنے کی بات نہیں۔ ہندوستان میں ہم کیا محسوس کر رہے ہیں کسی مدرسہ میں شیخ الحدیث کی ضرورت ہے شیخ الحدیث نہیں مل رہا ہے کچھ اللہ کے بندے یہاں آ گئے اور کچھ اللہ میاں کے ہاں چلے



گئے ہمارے حق میں نتیجہ ایک ہوا مطلب یہ ہے کہ خلا پُر ہونا چاہئے۔ اسس کے لئے جانفشانیوں کی ضرورت ہے۔ میں کہتا ہوں مبالغہ سہی، غلو سہی مگر کسی درجہ میں انہماک ہونا چاہئے۔ یورپ میں جو سائنسی وعصری علوم میں ترقیاں ہوئی ہیں اسی لائن سے ان میں بھی استغراق ہے میں نے واقعات سُنے ہیں کہ تحقیقی کام کرنے والوں کو اس کی خبر نہیں ہوئی کہ کب صبح ہوئی کب شام ہوئی، میرے جاننے والے ایک دوست جرمنی گئے تھے۔ انہوں نے کہا ایک صاحب سے پوچھا کہ آپ کب کام شروع کرتے ہیں آپ کا یہ ادارہ کب سے کھلتا ہے تو اسس نے کہا ابھی بتاتا ہوں وہ اندر گیا اور ایک آدمی سے پوچھا کہ میرا شعبہ کب سے کھلتا ہے۔ اسس نے بتایا اتنے بجے، تو آکر کہہ دیا اتنے بجے سے، میں نے کہا کہ آپ نے خود کیوں نہیں بتایا تو اسس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں میں اتنی صبح آجاتا ہوں کہ مجھے ہوش نہیں رہتا اور میں گھڑی بھی نہیں دیکھتا، کام کا جوش اتنا غالب ہوتا ہے۔

میرے ایک مغربی استاد نے بتایا کہ ایک صاحب مغرب اقصیٰ (مراکش) میں فقہ مالکی پر کتاب لکھ رہے تھے۔ ان کا روزانہ کا یہ معمول تھا کہ دوپہر کو وہ گھر جاتے تھے اور کھانا کھاتے تھے اور آ جاتے تھے۔ ایک دن وہ گھر نہیں گئے تو لوگوں نے کہا کہ آج آپ کھانے پر تشریف نہیں لائے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو آیا تھا! میں نے کھانا بھی کھایا۔ اب ان کو فکر ہوئی کہ کیا بات ہوئی معلوم ہوا کہ مسئلہ سوچتے ہوئے نکلے اور ایک گھر کا دروازہ کھلا تھا اسس میں چلے گئے اور وہ لوگ اتنے مہذب تھے کہ انہوں نے کھانا کھلایا اور ان کو بالکل محسوس نہیں ہونے دیا کہ ان کا گھر نہیں ہے اس زمانہ میں علماء کی قدر تھی ان کو شاید یہ معلوم تھا کہ وہ اسس وقت نکلتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔ گھر والوں نے دسترخوان بچھایا ہاتھ دھلائے انہوں نے کھانا کھایا ہاتھ پونچھے اور اپنی جگہ آ گئے اور یہ سمجھتے رہے کہ وہ اپنے گھر گئے تھے اور کھانا کھایا تھا۔

ایک واقعہ امام غزالی رح نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ امام شافعی رح ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل رح کے گھر آئے امام احمد صاحب کے بچے کہتے ہیں کہ ہم دیکھتے تھے کہ ہمارے والد ہر نماز کے بعد امام شافعی کے لئے دعا فرماتے اور کہتے تھے کہ اے اللہ محمد بن ادریس کو زندہ رکھ قائم رکھ ان کی عمر میں برکت دے،

وہ بچے سوچتے کہ ہمارے باپ امام وقت ہیں ان کے استاد کیسے ہوں گے جن کے لئے یہ دعا کرتے ہیں ایک مرتبہ لطیفہ یہ پیش آیا کہ امام شافعی تشریف لے آئے تو گھر والوں نے سمجھا کہ گھر بیٹھے دولت ملی بڑی خاطر مدارت کی اور رات کو جب وہ کھانا کھا کے اور باتیں کر کے بستر پر لیٹے تو بچوں نے سوچا کہ والد صاحب بڑا وقت عبادت میں گذارتے ہیں تو یہ تو ہمارے والد کے بھی استاد ہیں ان کی تو پلک بھی نہیں لگے گی۔ رات بھر عبادت کریں گے تو انہوں نے لوٹا بھر کر رکھ دیا کہ رات کو وضو کریں گے اور عبادت میں مشغول ہو جائیں گے لیکن وہ صبح تک سوتے رہے یہاں تک کہ امام احمد آئے اور انہوں نے اٹھایا وہ اٹھے اور بغیر وضو کئے ہی نماز پڑھنے چلے گئے اب ان کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی کہ یا اللہ یہ قصہ کیا ہے؟ لوٹا دیکھا تو ویسے کا ویسا بھرا ہوا ہے۔ بڑی حیرت کہ انہوں نے بے وضو نماز پڑھی۔ اسس زمانے میں اعتراض کا رواج نہیں تھا۔ جب وہ مجلس میں آکر بیٹھے تو امام احمد رح نے امام شافعی رح سے کہا کہ ابوعبداللہ رات کو عجیب واقعہ پیش آیا جب تم مجھے لٹا کر چلے گئے تو فلاں حدیث کی طرف میرا ذہن چلا گیا۔ میں نے ان سے مسائل استنباط کرنے شروع کر دیئے۔ رات بھر مسائل استنباط کرتا رہا، مسائل کی بڑی تعداد بیان کر کے فرمایا کہ اتنے مسائل استنباط کر چکا تھا کہ صبح ہو گئی اسی لئے شاعر نے کہا ہے ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر، شیر

اگر بدگمانی کا دور ہوتا تو اخبار میں چھپ جاتا کہ ایسے ایسے علماء

ہیں جو بے وضو نماز پڑھ لیتے ہیں بلکہ پڑھا بھی دیتے ہیں (تعجب نہیں کہ انہوں نے نماز پڑھائی بھی ہو، بھلا ان کی موجودگی میں کون نماز پڑھاتا) اللہ ہمارے اس خلا کو پُر فرمائے۔

## آخری بات

آپ کے سامنے جو تفصیلی بات ہوئی اس کا خلاصہ ہے کہ ماضی قریب میں کیا مسلمانوں نے قرآن و اسلام پر ایمان کو یقین کو تازہ کیا؟ کیا اعمال صالحہ سے اپنی زندگیوں کو منور کیا؟ اسلام کو اقتدار کی ضرورت ہے کیا اسلام کے اقتدار کے لئے کوشش کی؟ حکومتی سطح سے تبلیغ کے ذریعے دنیا تک اسلام کا پیغام پہنچایا؟ کیا جہاد کی تیاری کی کہ دشمن پر دہشت طاری ہو؟ کیا کفار اور طاغوت کے خلاف جہاد کیا تاکہ دنیا سے فتنہ ختم ہو اور دنیا اسلام کی روشنی میں فلاح پا سکے۔ "علم الانسان مالم یعلم" میں جو انقلاب انگیز حقیقت بیان کی گئی ہے کیا اس حقیقت کی روشنی میں مسلمانوں نے سائنس و ٹیکنالوجی کا علم حاصل کیا؟ کیا لادینی نظام تعلیم ختم کیا؟ کیا قرآنی نظام تعلیم نافذ کیا؟...... مسلمانوں نے ان سب باتوں سے غفلت برتی یہ سب باتیں قرآن و سنت کے احکام ہیں اور قرآن کی دعوت ہے تو گویا قرآن و سنت سے غفلت برتی اور نافرمانی کی۔ ان گناہوں اور بدعملیوں کے نتیجہ میں ذلت و رسوائی مسلط ہوئی۔ تو گذشتہ دو صدیوں میں ہمارا زوال ہماری ہی بدعملیوں کی وجہ سے ہوا، ہمارا فرض ہے کہ ماضی قریب میں کی گئی بدعملیوں کا جائزہ لینے کے بعد مسلمان عوام اور حکومتیں اللہ کی بارگاہ میں سچی توبہ کریں اور عہد کریں کہ پھر ان گناہوں کا ارتکاب نہیں کریں گے اس عہد کے ساتھ اپنے تنزل کی ویرانیوں کو عروج کی آبادیوں میں تبدیل کرنے کے لئے سرفروشانہ اٹھیں۔ راہ عمل متعین ہے۔

حضورؐ کا ارشاد مبارک ہے: اس امت کا آخر انہیں طریقوں سے اصلاح یاب ہوگا جس سے امت کے اول کی اصلاح ہوئی تھی۔

اس کے لئے قربانی کی ضرورت ہے۔ چند جانوں کی قربانیوں سے اگر انسانی گلہ آگ کی راہ سے نکل کر جنت کی راہ پر لگ جاتا ہے تو یہ بڑا سستا سودا ہے۔

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

(قصہ درد دل ہے جو صاحب دل کی مجلس میں پیش کیا گیا)

---

**بقیہ : خطبہ جمعہ**

لکھ دیا، چھاپ دیا۔ میں ایک شعر پڑھا کرتا ہوں

دل میں تری تصویر سی رکھ دی ہے کس نے؟
پڑتا نہیں اس آئینہ میں عکس کوئی اور

یعنی آئینے میں ہر کوئی شکل اپنی دیکھ پاتا ہے لیکن جس آئینے میں کوئی تصویر رکھ دی جائے اس میں پھر وہی تصویر نظر آئے گی اپنا چہرہ نظر نہیں آئے گا۔ اس پر قیاس کر لیجئے کہ اگر خانہ دل خالی ہوگا تو ضرور کسی نہ کسی طرح بھٹکنے کا خطرہ ہے اس لئے اللہ والوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ یہ خانۂ دل جلد از جلد اللہ تعالےٰ کی محبت سے بھر جائے۔ اور مثال یہ ہے کہ کوئی چیز اگر کسی چیز سے بھر جائے۔ مثلاً سوکھے ٹکڑوں سے اگر پیٹ بھر گیا پھر پلاؤ زردہ آپ کے لئے ہلاکت کا باعث ہے۔ طبیعت کی خواہش نہیں ہوگی اور اگر آپ کو سخت بھوک لگ رہی ہو کچھ میسّر نہ آئے سوکھی روٹیاں بھی مل جائیں، اچار مل جائے تو وہ بھی اس وقت پلاؤ زردے سے زیادہ لذیذ لگتا ہے طلب تشنگی حق کی ضرورت ہے گمراہی اور فسق و فجور جب عام ہو جاتا ہے تو پھر نیکوکار ہدایت کے متلاشی ہوتے ہیں۔ کسی نیک کو امام اور لیڈر بنانا چاہتے ہیں۔

---

### ضروری گذارش

مضمون نگار حضرات فوٹوسٹیٹ کاپی دفتر کو نہ بھیجا کریں ورنہ شامل اشاعت نہ ہو سکیں گے

(ایڈیٹر)



# تصوّف کی اہمیّت

تحریر: محمد عثمان الوری، کراچی

ترقی یافتہ دور میں جہاں جدید انقلابات اور تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں۔ ان میں بہت سے نئے افکار اور ذہن پیدا ہو رہے ہیں۔ بعض لوگ مذہب کا انکار کر رہے ہیں۔ اور بعض اسلام کا اور بعض حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اسی طرح ایک بڑا طبقہ جو جدید اور قدیم علوم سے آشنا بھی ہے اور حاملین دینِ متین بھی ہیں۔ وہ بھی تصوف جیسے علم و عمل کا انکار کر رہے ہیں۔ شاید وہ تصوّف کی حقیقت ہی کو نہ سمجھے ہوں کیونکہ یہ کوئی شریعت اسلامیہ سے علیحدہ شعبہ نہیں ہے۔ بلکہ دین کی اخلاص نیّت اور عملِ نبوی کی پوری طرح پیروی عقائد اہلسنت پر استقامت دین سے سچی محبت اور عقیدت تعلق مع اللہ ہی نہیں بلکہ فنا فی اللہ ہونے اور معاشرے میں خیر و برکت کے لئے حرکت کرنے کا نام تصوّف ہے۔ جس طرح شرعی طرز پر فقہ کی تدوین حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ائمہ کرام کی نسبت اور مسلک پر اہلسنت والجماعت ہزاروں سال سے عمل پیرا ہے اسی طرح قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، چشتیہ سلسلہ تصوف بزرگوں سے منقول ہے۔ یہ کوئی نیا گروہ یا فرقہ نہیں بلکہ اخلاقی تربیت اور تزکیہ نفس کے لئے بزرگان دین کے رائج کردہ اعمال جو شریعت اسلامیہ سے متصادم نہیں بلکہ ثابت ہیں ان پر محنت اور مجاہدہ، ریاضت، ذکر و فکر اور صحیح نیت حاصل ہونے کا نام تصوف ہے شریعت اور طریقت میں غیر شرعی باتوں کا اخراج اور سنتِ نبویؐ کا نفاذ ہی تصوّف ہے۔ جس کی ضرورت اور اہمیت کو ہر دور میں محسوس کیا ہے اور ہند و پاک کے علاوہ دنیا کے اکثر ممالک میں ان سلسلوں سے لوگ استفادہ حاصل کرتے ہیں۔ برصغیر میں بڑے اسکالر اور فلسفی محققین علماء کرام حضرت شیخ محدّث دہلویؒ، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا محمد الیاس دہلویؒ، حضرت مولانا محمد علی جوہرؒ، حضرت مولانا سید تاج محمود امروٹیؒ، حضرت مولانا پیر غلام محمد دینپوریؒ، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائپوریؒ، پیر پگاڑاؒ سندھ، پیر جھنڈوی سندھی، مولانا حماد اللہ ہالیجی شریفؒ، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت بنوریؒ اور مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ جیسے حضرات کا تعلق بزرگانِ تصوف اور تصوف ہی کے ثمرات کے نتیجے کے جواہرات تھے، جو دنیا میں مشاہیر امت کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں اور وہ لوگ جن کا تعلق ان حضرات اولیاء کرام سے تھا اور ہے وہی دینی تحریکوں اور علمی، عملی مجلسوں میں سرگرم ہیں ملک میں عظیم خدمات انجام دے کر قوم کی رہبری فرما

رہے ہیں انہی سلسلوں سے وابستہ ہیں۔ جن میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ، مولانا عبیداللہ انور مدظلہ، مولانا خان محمد کندیاں شریف، مولانا محمد حامد میاں صاحب مدظلہ، مولانا مفتی ولی حسن صاحب مدظلہ، مولانا عبدالحق اکوڑہ پشاور، مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ، مولانا سیّد نفیس رقم لاہور، مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مولانا قاضی مظہر حسین صاحب چکوال، مولانا اسعد محمود ہالیجی شریف سندھ، پیر جھنڈا سندھ جیسے حضرات اور اکابرین کا بزرگان کا سلسلہ عالیہ قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، چشتیہ حضرات سے اور وہ لوگ جو کسی سلسلہ سے وابستہ نہیں ان کے کام اور عمل میں قبولیت میں اثر نہیں کیونکہ روحانیت، اخلاقیت اور ایمانیات لازم اور ملزوم ہیں۔

بقیہ : مجلسِ ذکر

## ذاکرین کے لئے مژدۂ جانفزا

مَیں کہا کرتا ہوں کہ ذاکرین انشاء اللہ ضرور جنّت میں جائیں گے یہ گمانِ غالب اس لئے رکھتا ہوں کہ ذاکرین جو اللہ کا نام لیتے ہیں مثلاً اللہ یا اللہ ھو کہتے ہیں یا درود شریف یا استغفار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمان واجب الاذعان اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ کے مطابق نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیں گی۔ جیسا کہ صابن مَیل کچیل کو ختم کر دیتا ہے۔ اگر گناہ میں بھی مثلاً غیبت ہے چغلی ہے حسد ہے جاہ طلبی ہے، زر پرستی ہے، غرور ہے، حرام کا کھانا کھانا ہے — یہ ساری نافرمانیاں اور نواہی جو ہیں جب انسان اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ طبیعت کا رخ پھیر دیتے ہیں اور انسان اللہ کے فضل اور رحمت کی وجہ سے ان سب گناہوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ : الرجک کون ؟

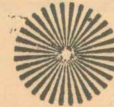
اولین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر اور انبیاء و مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان بلند کر کے۔

مسئلہ : درود شریف میں آل و اصحاب کا ذکر متوارث ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آل کے ذکر کے بغیر (درود شریف) مقبول نہیں۔ (از ص ۶۷۹)

بریلوی مکتبۂ فکر کے ایک اور مسلّمہ عالم مولانا مفتی احمد یار خاں گجراتی (جنہیں بعض حضرات عقیدت سے 'حضرت حکیم الامت' کا لقب دیتے ہیں) اپنی مایہ ناز تفسیر نورالعرفان ص ۶۷۹ پر لکھتے ہیں۔

درود شریف عمر میں ایک دفعہ پڑھنا فرض ہے۔ ہر اس مجلس ذکر میں جہاں بار بار حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام آتا ہے ایک بار پڑھنا واجب، نماز میں التحیات کے بعد پڑھنا سنت ہے اور ہمیشہ پڑھنا مستحب ہے۔

(باقی آئندہ)







# حضرت عثمان ذی النّورینؓ

خورشیدعلی مہرؔ

پرتوِ نورِ محمدؐ، نور ذی النّورینؓ ہے
عالم آرا جلوۂ مستور ذی النّورینؓ ہے

فقر و استغنا کا عالم، عشقِ حق، عشقِ نبیؐ
ہر فضا گنجینۂ معمور ذی النّورینؓ ہے

مول لے کر چاہِ روما کر دیا وقف آپؓ نے
یہ سِیَر میں قصّہ مشہور ذی النّورینؓ ہے

منسلک تھیں آپؓ سے دو قرۃ العینِ رسولؐ
دو جہاں میں کب جوابِ نور ذی النّورینؓ ہے

ناشرِ آئینِ حق، شیرازہ بندِ دینِ حق
مرحبا کیا کوشش مشکور ذی النّورینؓ ہے

کور ذوق و کور باطن کس طرح سمجھیں اسے
کس کی شمعِ انجمن کا نور ذی النّورینؓ ہے

جب تلک دنیا میں ہے مذکورِ حق، ذکرِ نبیؐ
مہرؔ تب تک دہر میں مذکور ذی النّورینؓ ہے

# صحافی کا قلم

میں اس وقت آپ سے جو کچھ کہنا چاہتا ہوں اس کی ترجمانی کے لیے میرے پاس جگرؔ مراد آبادی کے اس شعر سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں، وہ کہتے ہیں ؎

کامل رہبر، قاتل، رہزن ٭ دل سا دوست، نہ دل سا دشمن

انہوں نے یہ شعر دل کے متعلق کہا ہے میں صحافت کو بھی اس کا صحیح مصداق سمجھتا ہوں۔ آپ کا قلم دو دھاری تلوار ہے۔ جس سے آپ تخریب کا کام بھی لے سکتے ہیں اور تعمیر کا بھی۔

آج ملکوں اور قوموں کی تقدیریں نوکِ قلم سے وابستہ ہو گئی ہیں، قلم کی ایک غلطی اور اس کے غلط استعمال سے اسی طرح ملک کے ملک تاراج اور بستیوں کی بستیاں بے چراغ ہو جاتی ہیں۔ آپ کو اپنے قلم کی طاقت اور اس کے صحیح اور غلط استعمال کے نتائج کا پورا تجربہ ہے۔ پہلے کسی کہنے والے نے کہا تھا ع زیر قدمت ہزار جانست ــــ آج تھوڑی ترمیم کے ساتھ آپ سے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ع زیر قلمت ہزار جانست۔

اگر اخبار نویس اپنے قلم کو احتیاط کے ساتھ استعمال نہ کریں ان سے جذبات کے بھڑکانے، نفرت کو بڑھانے اور اشتعال پیدا کرنے کا کام لیں تو ملّی اور اجتماعی مزاج برہم، غیر معتدل، اشتعال پذیر اور غضب ناک ہوتا ہے۔ پوری کی پوری قوم اور ملک کی آبادی تنک مزاج، غیر متحمل اور قوتِ برداشت سے محروم ہو جاتی ہے۔ وہ روئی کی طرح ایک منٹ میں آگ پکڑ لیتی ہے۔ اگر صحافت سے شعور کی بیداری، اخلاقی تربیت، حقیقت پسندی اور صبر و ضبط پیدا کرنے کا کام لیا جائے تو قومی مزاج معتدل اور متحمل ہوتا ہے۔ اس کو ہر بات سننے، دیکھنے، غور کرنے اور حقیقت کو سمجھنے کی عادت پڑ جاتی ہے اور وہ کبھی بے اعتدالی اور بے راہروی کا شکار نہیں ہوتی۔

آپ کے ہاتھ میں جو چیز ہے وہ "کامل رہبر" بھی ہو سکتی ہے اور "قاتل رہزن" بھی ہو سکتی ہے، یہ قلم بعض اوقات قوموں کی عزتوں اور آبروؤں سے کھیلتا ہے اس لیے ہم کو اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہونا چاہیے۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (اردو ایڈیٹرز سے خطاب)



## بقیہ : اداریہ

دیں اور ان تمام تحریکات میں افغانستان کی سرزمین اور افغان عوام برصغیر کی تحریک آزادی کے قائدین اور کارکنوں کے لئے پشت پناہ اور معاون و مددگار ثابت ہوئے۔ ہماری جدوجہد آزادی کی تاریخ گواہ ہے کہ مجاہدین آزادی کو سب سے زیادہ حمایت اور تعاون افغانستان کے غیور مسلمانوں سے حاصل ہوا ہے اور آج افغانستان اور برصغیر کے مسلمانوں کی دینی تحریکات کے تسلسل کے نتیجہ میں پوری دنیائے اسلام میں دینی بیداری کی لہر دوڑ رہی ہے۔

یہ کس قدر ستم ظریفی کی بات ہو گی کہ جس افغانستان اور پاکستان کے دینی تشخّص نے پوری دنیائے اسلام کو دینی بیداری کے ایک نئے دور سے روشناس کرایا آج انہی دو ممالک کے دینی تشخّص کو تباہ کرنے پر پورا زور صرف ہو رہا ہے اور سیاست کی عالمی لابیوں کے زیر اثر حلقوں کی طرف سے یہ مشورہ دیا جا رہا ہے کہ مزعومہ خطرات سے بچنے کے لئے پاکستان نہ صرف افغان عوام کی جدوجہد کی حمایت سے دست کش ہو جائے بلکہ خود اپنے دینی تشخّص اور نظریاتی امتیاز کو بھی قربان کرنے کے لئے تیار رہے۔

ہمارے نزدیک کارمل حکومت سے براہ راست مذاکرات کا مطلب اس کے سوا کچھ نہیں ہے اور ہم کسی صورت میں بھی اس کی حمایت نہیں کر سکتے۔ افغانستان کی جنگ بڑی طاقتوں کے مفادات کی جنگ ضرور ہو گی لیکن اس سے کہیں زیادہ یہ ہمارے نظریات، دین اور دینی تشخّص کے تحفظ کی جنگ ہے اور یہ ایک ایسی متاعِ عزیز ہے جس کے لئے ہم مزعومہ خطرات تو کجا اپنا سب کچھ نچھاور کر دینے کو بھی کامیابی سمجھتے ہیں۔

## بقیہ : احادیث الرسول

اس کے شرک کرانے سے پناہ مانگتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ ان کلمات کو جب تم صبح کرو تب بھی کہہ لو اور جب شام کرو تب بھی اور جب اپنے بستر پر لیٹنے کے لئے آؤ تب بھی کہہ لو۔

(ابوداؤد۔ ترمذی)